ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

عزیز اعجاز کی منتخب آزاد نظموں میں رومانوی عناصر

Romantic Elements in the Selected Free-Verse Poems of Aziz Ejaz

عذرا
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور
ڈاکٹر محمد عباس
پروفیسر، شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

Abstract:

This study explores the romantic elements found in the selected free-verse poems of Aziz Ejaz. It focuses on the poet's treatment of love, beauty, nature, emotions, imagination, longing, and human relationships. The research examines how these romantic themes are expressed through poetic imagery, symbolism, emotional intensity, and free-verse techniques. It also highlights the ways in which Aziz Ejaz combines personal feelings with broader human experiences, creating a distinctive romantic sensibility in his poetry. The study aims to identify the major characteristics of romanticism in his selected poems and to evaluate their significance within the context of modern Urdu free verse.

Keywords:

Aziz Ejaz, Romanticism, Romantic Elements, Free Verse, Urdu Poetry, Love, Nature, Beauty, Imagination, Emotion, Symbolism

اردو ادب میں نظم کی روایت اگرچہ غزل کے مقابلے میں نسبتاً کم عمر ہے تاہم اس صنف نے اپنے ارتقائی سفر میں نہایت اہم اور نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ اردو نظم نے ابتدا میں مختلف موضوعاتی اور ہیئتی تجربات سے گزر کر رفتہ رفتہ ایک باقاعدہ اور مؤثر شعری صنف کی حیثیت اختیار کی۔ نظیر اکبر آبادی نے نظم کو عوامی زندگی، معاشرتی حقائق اور روزمرہ مشاہدات سے مربوط کیا، جب کہ حالی نے اسے مقصدیت، اصلاحِ معاشرہ اور فکری شعور سے ہم آہنگ کیا۔ اقبال کے ہاں نظم نے فلسفیانہ گہرائی، فکری وسعت اور قومی و ملی شعور کے باعث ایک نئی معنوی جہت اختیار کی۔ بعد ازاں جدید نظم کے شعرا نے فرد کے داخلی کرب، عصری مسائل، معاشرتی تضادات اور بدلتے ہوئے انسانی رویوں کو نظم کا موضوع بنا کر اس صنف کے امکانات کو مزید وسعت دی۔ اسی تسلسل میں راشد، ظہورِ نظر، مجید امجد اور اختر حسین جعفری جیسے شعرا نے اردو نظم کو فکری اور فنی اعتبار سے نئے تجربات سے آشنا کیا۔

عزیز اعجاز بھی اسی شعری روایت کے ایک اہم نمائندہ ہیں جنہوں نے اردو نظم کو اپنے منفرد تخلیقی شعور، فکری بصیرت اور اسلوبیاتی امتیاز کے ذریعے آگے بڑھایا۔ ان کی نظم نگاری محض جذبات کے اظہار تک محدود نہیں بلکہ اس میں عصرِ حاضر کے مسائل، انسانی زندگی کی پیچیدگیاں، داخلی احساسات، سماجی صورتِ حال اور بدلتے ہوئے

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اقدار و رویوں کا شعوری ادراک نمایاں ہوتا ہے۔ ان کی شاعری میں روایت اور جدیدیت کے درمیان ایک متوازن رشتہ قائم دکھائی دیتا ہے۔ وہ اپنے پیش رو شعرا کی فنی روایت سے استفادہ کرتے ہوئے اسے محض دہراتے نہیں بلکہ اپنے مخصوص تخلیقی تجربے کے ذریعے نئے معنی عطا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عزیز اعجاز کی نظموں کو اردو نظم کے ارتقائی سفر میں ایک قابلِ توجہ اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے عزیز اعجاز کی شعری خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے ایک ناقد نے ان کی نظم نگاری کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "اردو نظم کی تاریخ اتنی قدیم نہیں۔ نظیر اکبر آبادی کے بعد حالی اور پھر اقبال کے ہاں نظم کی صنف نے اپنی اہمیت تسلیم کرائی اور عزیز اعجاز کی نظموں نے اپنے دوسرے ہم عصروں کے ساتھ اس اہمیت میں یادگار اضافہ کیا ہے۔ اس نے راشد، ظہور نظر، مجید امجد اور اختر حسین جعفری کے ساتھ ساتھ اردو نظم کی تعمیر و تکمیل کا سامان کیا ہے چنانچہ نظم ہو یا غزل، عزیز اعجاز کے ہاں ایک ایسا معیار ظہور پذیر ہوا ہے جسے مزید اجالنا اور نکھارنا نئی نسلوں کا کام ہے۔ عزیز اعجاز نے اپنا تخلیقی کمال پوری دیانت کے ساتھ اور کسی زعم کے بغیر، تاریخِ ادب اردو میں منتقل کر دیا ہے۔"(1)

عزیز اعجاز کی نظم نگاری کا ایک اہم وصف ان کا عصری شعور ہے۔ ان کے ہاں اپنے عہد کے حالات سے بے خبری نہیں بلکہ اپنے گرد و پیش کے مسائل کا گہرا احساس ملتا ہے۔ وہ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں، معاشرتی رویوں، اقدار کی تبدیلی، فرد کی تنہائی اور داخلی اضطراب کو نظم کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق کی مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں۔ اس اعتبار سے ان کی نظم اپنے عہد کی محض عکاسی نہیں کرتی بلکہ بعض مقامات پر اس کے رویوں اور مسائل پر سوال بھی اٹھاتی ہے۔ یہی تنقیدی شعور ان کی نظموں کو معنوی اعتبار سے اہم بناتا ہے۔

عزیز اعجاز کی نظم "گریز" ایک ایسی جذباتی نظم ہے جس میں شاعر نے اپنی زندگی کے بیتے ہوئے لمحات، ناکام آرزوؤں، جدائیوں اور دل پر گزرنے والی کیفیات کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ نظم کا بنیادی موضوع شاعر کی داخلی دنیا ہے، جہاں ماضی کی یادیں، حسرتیں، خواب اور محرومیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ شاعر گزرے ہوئے وقت کو یاد کرتے ہوئے اپنی زندگی کے ان تجربات کو بیان کرتا ہے جنہوں نے اس کے دل پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ یہی جذباتی وابستگی اور ماضی کی طرف مراجعت نظم میں رومانیت کی فضا پیدا کرتی ہے۔

میں عمرِ رفتہ کی ساعتوں کا
حساب لکھوں

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

میں اُن دنوں پر کتاب لکھوں
جو رائیگاں ہی گزر گئے ہیں
وہ خواب لکھوں
جو اپنی تعبیر تک پہنچنے سے پیشتر ہی
بکھر گئے ہیں(2)

عزیز اعجاز کی نظم "ملتے جلتے موسم" میں بارش کے موسم کو انسانی جذبات، ماضی کی یادوں، محبوب کے دیدار کی خواہش اور جدائی کی کیفیت سے جوڑا گیا ہے۔ شاعر نے محبت کے جذبات کو براہِ راست بیان کرنے کے بجائے بارش، بوندوں کی آواز، محبوب کی یاد اور انتظار کے ذریعے نہایت دل نشیں انداز میں پیش کیا ہے۔ نظم کا آغاز بچپن کی بارش سے جڑی ہوئی خوش گوار یادوں سے ہوتا ہے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہی بارش محبت اور یاد کا استعارہ بن جاتی ہے۔ یوں موسم کے بدلنے کے ساتھ شاعر کے جذبات بھی ایک نئی کیفیت اختیار کر لیتے ہیں۔ محبت کی ایک خوب صورت کیفیت محبوب کو دیکھنے کی شدید خواہش ہے۔ نظم میں شاعر بتاتا ہے کہ بچپن میں بارش کا موسم اسے اسکول سے چھٹی کرنے پر مجبور کرتا تھا کیونکہ گرم لحاف، حلوہ، خشک میوہ جات اور انگیٹھی کی گرمی اسے پڑھائی سے زیادہ دلکش محسوس ہوتی تھی۔ لیکن عمر کے ایک مرحلے پر یہی بارش اسے گھر میں روکنے کے بجائے محبوب کی طرف جانے پر مجبور کرنے لگی۔ دوسروں کو اس کا بارش میں گھر سے نکلنا عجیب محسوس ہوتا تھا، مگر وہ اپنے دل کی کیفیت کسی کو بیان نہیں کر پاتا تھا۔

لیکن پھر وہ دن بھی آئے
جب ہم سے سب کہتے
آج تو گھر پر رہ کر
بر کھا رُت سے لطف اٹھاتے
یہ تم کیا اسکول کے بچوں کی مانند چلے آتے ہو
بڑی جماعتوں میں اتنی پابندی کیسی
ہم کیا کہتے
وہ پابندی تھی یا دل کی مجبوری تھی
ایک نظر دیدار کی خواہش
کشاں کشاں اُس جانب ہم کو لے جاتی تھی(3)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

عزیز اعجاز کی نظم "راکھ پر قدم" ایسی نظم ہے جس میں شاعر نے ایک تھکے ہوئے مسافر کے سفر کے پس منظر میں محبت، محبوب کی کشش، حسن، قربت، خلوص اور امید کی مختلف کیفیات کو بیان کیا ہے۔ نظم کے آغاز میں مسافر مسلسل مشکلات اور تنہائی سے گزرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، لیکن آخر میں محبوب کا چہرہ اس کے سامنے چاند اور ستارۂ صبح کی مانند نمودار ہوتا ہے۔ اس طرح محبوب شاعر کی مایوس اور ویران زندگی میں روشنی اور امید کی علامت بن جاتا ہے۔ نظم میں محبت کا اظہار براہِ راست دعووں کے ذریعے نہیں بلکہ محبوب کے چہرے، آنکھوں، قربت اور اس سے وابستہ جذبات کے ذریعے کیا گیا ہے۔ عزیز اعجاز نے نظم میں محبوب کے ظہور کو ایک غیر معمولی اور دل کو اپنی طرف کھینچ لینے والے منظر کے طور پر پیش کیا ہے۔ شاعر ایک طویل اور تکلیف دہ سفر کے بعد جب واپس لوٹ رہا ہوتا ہے تو اچانک اسے ایک ایسا چہرہ دکھائی دیتا ہے جو باقی تمام چہروں سے مختلف ہے۔ اس منظر سے واضح ہوتا ہے کہ محبوب شاعر کے لیے عام لوگوں سے بالکل الگ اور خاص حیثیت رکھتا ہے۔

کہ ایک چہرہ
تمام چہروں سے مختلف سا
تمہارا چہرہ
دریچۂ شب میں جھلملایا
کہ جیسے چپکے سے چاند نکلا
قریب آیا
کہیں فلک پر
ستارۂ صبح ٹمٹمایا(4)

شاعر عزیز اعجاز کی نظم "رودادِ بہار" رومانوی احساس کی خوب صورت ترجمانی کرتی ہے۔ شاعر نے بچپن کی یادوں کو فطرت کے خوب صورت مظاہر، یعنی پھولوں اور تتلیوں کے ذریعے پیش کیا ہے۔ نظم کے پہلے حصے میں بچپن کی بے فکری، کھیل کود، ہنسی، شرارت، لڑائی، روٹھنے اور پھر دوبارہ دوستی کرنے کی تصویریں موجود ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں بڑے ہونے کے بعد انسان کے بدلتے ہوئے رویے کو بیان کیا گیا ہے۔ اب پھول اور تتلیاں اجنبی محسوس ہوتی ہیں، ہنسی اور کھیل کی جگہ رنجشیں لے لیتی ہیں، معمولی باتیں دشمنی کا سبب بن جاتی ہیں اور ناراضی کے بعد تعلقات دوبارہ قائم نہیں ہوتے۔ اس طرح شاعر نے بچپن کی حسین، فطری اور رومانوی دنیا اور بڑھتی ہوئی عمر کی تلخ، مصنوعی اور بے حس دنیا کے درمیان ایک واضح تقابل پیدا کیا ہے۔ یہی تقابل نظم کے رومانوی حسن کو نمایاں کرتا ہے۔

اپنے اپنے بچپن میں

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

سب ہی پھول چُنتے ہیں
تتلیاں پکڑتے ہیں
ہم بھی پھول چُنتے تھے
نرم پنکھڑیوں والی
تتلیاں پکڑتے تھے
کھیلتے تھے ہنستے تھے
کودتے لپکتے تھے
بھاگتے تھے گرتے تھے
چھینتے جھپٹتے تھے
لڑتے تھے جھگڑتے تھے
روٹھتے تھے منتے تھے
پھر سے دوست بنتے تھے(5)

عزیز اعجاز کی نظم "زیادہ دیر مت کرنا" ایک بھرپور رومانوی نظم ہے جس میں محبت، محبوب سے وابستگی، انتظار، فراق، حسنِ فطرت، خواب اور زوالِ وقت جیسے عناصر باہم مربوط ہیں۔ شاعر نے اپنے جذبات کو براہِ راست بیان کرنے کے بجائے فطرت کے حسین مناظر اور علامتوں کے ذریعے پیش کیا ہے۔ محبوب کی غیر موجودگی میں ندیاں خاموش، ہوائیں اداس، پھول بے خوشبو، رنگ پھیکے اور خواب بکھرے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اس طرح شاعر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ محبت صرف انسان کے دل کو نہیں بلکہ اس کے پورے ماحول اور کائنات کے تصور کو متاثر کرتی ہے۔

تمہیں خبر ہے
کہ آمدِ فصلِ گل سے پہلے
تمہارا پیغام آتے آتے
میں سر سے پا تک
تمام پتھر کا ہو گیا ہوں(6)

"آرزوئے گم گشتہ" میں عزیز اعجاز محبت کے اس حسین مرحلے کو پیش کرتے ہیں جب محبوب سے پہلی نظر کا سامنا ہی دل کی دنیا کو بدل دیتا ہے۔ شاعر کے لیے محبوب سے آنکھوں ہی آنکھوں میں ہونے والا تعارف ایک ایسا واقعہ ہے جو پوری فضا کو سرشاری اور مسرت سے بھر دیتا ہے۔ یہاں محبت ابھی اپنے ابتدائی مرحلے میں ہے، مگر اس

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

کی شدت اتنی زیادہ ہے کہ فطرت بھی اس جذبے میں شریک دکھائی دیتی ہے۔ اس حصے میں محبوب کے ساتھ وقت گزارنے اور اس کی رفاقت میں دنیا سے بے خبر ہو جانے کی خواہش بھی نمایاں ہے۔

تو کیا اب یہ نہیں ممکن—؟
کہ تم اُس راہ سے گزرو
جہاں آنکھوں ہی آنکھوں میں
تعارف کے مراحل طے ہوئے تھے
اور دل، یکبارگی بے طرح دھڑکے تھے
فضائے کیف و مستی میں (7)

عزیز اعجاز کی نظم "یہاں سے شہر کو دیکھو" میں رومانوی عناصر نہایت فطری انداز میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ شاعر نے شہر کی رات، روشنیوں، سڑکوں کی روانی، پہاڑی فضا، انسانی حسن، موسیقی اور محبوب کی یاد کو باہم مربوط کر کے ایک ایسی جمالیاتی دنیا تخلیق کی ہے جس میں خارجی مناظر رفتہ رفتہ شاعر کی داخلی کیفیات کا اظہار بن جاتے ہیں۔ نظم کی ابتدا شہر کے دلکش منظر سے ہوتی ہے لیکن یہ منظر شاعر کے تخیل کے ذریعے ایک متحرک اور خواب ناک کیفیت اختیار کر لیتا ہے۔ شہر کی روشنیاں، سڑکوں پر دوڑتی گاڑیوں کے چراغ اور ان کی مسلسل حرکت شاعر کو سمندر کی لہروں کا احساس دلاتی ہے۔ اس طرح ایک عام شہری منظر میں حسن، حرکت اور تخیل کی آمیزش پیدا ہوتی ہے۔ نظم کا یہ حصہ شاعر کے رومانوی مزاج کی بنیاد فراہم کرتا ہے:

ہزاروں قمقموں کی روشنی کے
اس سمندر میں
کئی لہریں اُبھرتی ہیں
اُبھر کر ڈوب جاتی ہیں
یہ لہریں۔۔۔ شہر کی سڑکیں ہیں (8)

عزیز اعجاز کی نظم "یہاں سے شہر کو دیکھو" میں رومانیت منظر نگاری، تخیل، جمالیاتی احساس، انسانی حسن، فطرت سے وابستگی، موسیقی، سرشاری، محبوب کی طلب اور تنہائی کی مختلف کیفیات میں پھیل جاتی ہے۔ شاعر پہلے شہر کی روشن دنیا کو تخیل کے ذریعے حسین بناتا ہے، پھر انسانی حسن اور رات کی رنگینی سے ایک خواب ناک فضا پیدا کرتا ہے اور آخر میں اسی ہجوم اور رنگینی کے درمیان اپنی تنہائی کو محسوس کر کے محبوب کی رفاقت کی آرزو کرتا ہے۔ اس طرح نظم میں خارجی حسن بالآخر داخلی محبت کا آئینہ بن جاتا ہے اور یہی کیفیت اسے عزیز اعجاز کی رومانوی شاعری کی ایک نمایاں مثال بناتی ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

عزیز اعجاز کی نظم "خواب اور موسم" محبت، یاد، خواب، فطرت اور گزرے ہوئے حسین لمحوں کے احساس سے تشکیل پاتی ہے۔ شاعر نے محبت کے تجربے کو محض دو انسانوں کے باہمی تعلق کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اسے موسم، جزیرے، پھولوں، تتلیوں اور رنگوں کے حسین منظر نامے سے وابستہ کر دیا ہے۔ نظم میں ماضی کی یاد ایک ایسے خوب صورت موسم کی صورت اختیار کرتی ہے جو گزر جانے کے باوجود دل میں زندہ رہتا ہے۔ محبوب کے ساتھ دیکھے گئے خواب، اس کے ساتھ گزارا ہوا وقت اور فطرت کی رنگینیاں شاعر کے لیے ایک ایسی دنیا تخلیق کرتی ہیں جس سے جدائی کے بعد بھی جذباتی وابستگی قائم رہتی ہے۔ اس اعتبار سے نظم میں رومانوی عناصر محبت، حسنِ فطرت، تخیل، یادِ ماضی، خواب اور محبوب کی رفاقت کی خواہش کے مختلف روپ ہیں۔

خواب تم نے دیکھے تھے
خواب میں نے دیکھے تھے
خواب ہم نے دیکھے تھے
اُن حسین خوابوں کا (9)

عزیز اعجاز کی نظم "بارشوں کے موسم میں" رومانوی احساسات، یادِ ماضی، تنہائی، خواب اور محبوب کی یاد سے پیدا ہونے والی داخلی کیفیات کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ شاعر نے بارش کی بھیگی ہوئی راتوں کو ایسی کیفیت میں تبدیل کر دیا ہے جہاں ماضی کے بھولے بسرے واقعات، بچھڑے ہوئے لوگ اور پرانے زخم دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ بارش کی نمی، رات کی خاموشی، جگنو، کہکشائیں، چاند، بادل اور ہوا سب شاعر کے داخلی احساسات کے ترجمان بن جاتے ہیں۔ خاص طور پر محبوب کی یاد نظم میں ایک ایسی رومانوی کیفیت پیدا کرتی ہے جس میں خارجی فطرت اور داخلی جذبات ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ یوں بارش شاعر کے لیے صرف موسم نہیں رہتی بلکہ یاد، محبت، محرومی اور خوابوں کے دوبارہ جاگ اٹھنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بارشوں کے موسم کی
بھیگی بھیگی راتوں میں
بھولے بسرے افسانے
یاد آنے لگتے ہیں (10)

عزیز اعجاز کی نظم "ہل اسٹیشن" میں رومانوی عناصر کا اظہار ماضی کی حسین یادوں، محبت کی شدت، محبوب کی قربت، فطرت کے حسن اور جدائی کے احساس کے ذریعے ہوتا ہے۔ شاعر ایک ایسے مقام پر دوبارہ پہنچتا ہے جہاں کبھی محبوب کے ساتھ محبت بھرے لمحات گزارے تھے۔ برسوں بعد اسی مقام سے گزرنے پر ماضی کے مناظر اس

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

کے حافظے میں تازہ ہو جاتے ہیں اور موجودہ تنہائی کے مقابل ماضی کی خوشگوار یادیں ایک جذباتی کیفیت پیدا کرتی ہیں۔

میں آج اُن راستوں سے گزرا
کئی برس پیشتر جہاں سے
کبھی ہمارا گزر ہوا تھا۔۔۔۔۔
وہی سڑک جس کے دونوں جانب
بلند و بالا پہاڑ سرسبز وادیاں ہیں
یہ راہِ پر پیچ و خم جہاں پر (11)

عزیز اعجاز کی نظم "معمہ" محبت کے موضوع پر فکری نظم ہے جس میں شاعر محبت کی ماہیت، اس کی کیفیت اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے۔ محبت شاعر کے لیے ایک ایسا جذبہ ہے جسے کسی ایک تعریف یا محدود تصور میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔ کبھی یہ زندگی دکھائی دیتی ہے، کبھی موت، کبھی آرزو، کبھی جستجو، کبھی خواب، کبھی درد اور کبھی خوشبو اور جادو کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ محبت کے بارے میں یہ مسلسل سوال اور مختلف امکانات کی تلاش نظم کو رومانوی احساس عطا کرتی ہے۔ اس نظم میں محبت صرف دو انسانوں کے درمیان تعلق نہیں بلکہ ایک ایسی باطنی قوت ہے جو انسانی وجود، خواہش، خواب، درد اور احساس سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔

عزیز اعجاز کی نظم "پھر شام ڈھلے" محبت کی یاد، محبوب کی جدائی اور تنہائی سے پیدا ہونے والی جذباتی کیفیت کی خوب صورت عکاسی کرتی ہے۔ شاعر کے ہاں شام کا وقت محض دن کے اختتام کا لمحہ نہیں بلکہ ماضی کی یادوں کے دوبارہ جاگ اٹھنے کا استعارہ بن جاتا ہے۔ شام ڈھلتے ہی شاعر کے دل میں گزرے ہوئے محبت بھرے لمحات کی یاد روشن ہو جاتی ہے اور تنہائی کے باوجود ایک داخلی محفل آباد ہو جاتی ہے۔ نظم میں یاد، انتظار، حسرت، جدائی، بے قراری اور محبوب کی طلب کے ساتھ ساتھ بھیگی ہوئی رت، رات، سڑکوں اور تنہائی جیسے عناصر بھی رومانوی فضا پیدا کرتے ہیں۔

پھر شام ڈھلے
یادوں کے دیپ جلے
بے چین ہے دل
جھلمل جھلمل
یادوں کے دیپ جلے
پھر شام ڈھلے۔۔۔یادوں کے دیپ جلے (12)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

عزیز اعجاز کی نظموں میں رومانوی عناصر ان کے شعری احساس اور تخلیقی رویے کا ایک نمایاں پہلو ہیں۔ ان کی نظموں میں محبت، یاد، تنہائی، انتظار، فطرت، حسن اور انسانی جذبات باہم مربوط ہو کر ایک ایسی فضا تشکیل دیتے ہیں جس میں داخلی کیفیات کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ شاعر خارجی مناظر کو انسانی احساسات اور جذبات کے اظہار کا وسیلہ بناتا ہے۔ کہیں ماضی کی حسین یادیں دل کو بے قرار کرتی ہیں، کہیں محبوب کی جدائی تنہائی کو گہرا کر دیتی ہے اور کہیں فطرت کے رنگ انسانی جذبات کی ترجمانی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عزیز اعجاز کے ہاں رومانیت انسانی دل کی نرمی، خواب، آرزو، انتظار اور زندگی کے حسین احساسات کو بھی اپنے دائرے میں سمیٹتی ہے۔ ان کی نظموں میں جذباتی کیفیت، تخیل کی پرواز اور حسنِ فطرت کا امتزاج ایک دل نشیں رومانوی فضا پیدا کرتا ہے۔

حوالہ جات

1. احمد ندیم قاسمی، سارے موسم تیرے نام (دیباچہ) از عزیز اعجاز، کلاسیک پبلشرز، لاہور، 2002ء
2. عزیز اعجاز، پندارا، ص:80
3. ایضاً، ص:107
4. ایضاً، ص:131
5. ایضاً، ص:188، 189
6. عزیز اعجاز، سارے موسم تیرے نام، ص:84
7. عزیز اعجاز، خواب اور موسم، ص:28
8. ایضاً، ص:42
9. ایضاً، ص:69
10. ایضاً، ص:89
11. ایضاً، ص:99
12. عزیز اعجاز، خواب اور موسم، ص:142